عـ ۵۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد

ویدانت ع ۳

مذاہب عالم کی تعلیم

خدا تعالیٰ کی ہستی۔ اعمال کی جزا یا سزا اور روز قیامت کے ہونیکے ثبوت

جسکو

عبد الواحد حاجی (مصنّف مرزا کا خارج از اسلام ہونا۔ حصّہ اول ۴؍ – دوم ۲؍ – سوم ۲؍ – چہارم ۳؍ – پنجم ا؍ – ششم ۴؍ – حصّہ ہفتم ۴؍ – شجرۃ الانبیا بشکل نقشہ۔ نقشہ سادہ قیمت ۳؍ – سنہری ۵؍ – بشکل کتاب ۲؍ – قیام زمین و گردش سورج حصّہ اوّل اردو ۴؍ – انگریزی ۸؍ – حصّہ دوم انگریزی ۸؍ – اردو ۴؍ – حصّہ سوم ... حصّہ چہارم اردو ۲؍ – نماز قضا عمری کے ادا کرنے کا طریقہ ۲؍ – وغیرہ وغیرہ) نے

کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور

سے شائع کیا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا الہ الا اللہ جل شانہ

قیمت ... ... ۲؍

والتعد

رب لیسر	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	وتمم بالخیر

مادہ

دفعہ ۱ ۔ تمام مختلف چیزوں میں ایک عجیب یگانگت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ سب گول یا گول نما ہیں۔ کیونکہ پتھر۔ درخت۔ پانی کے قطرے۔ انسان کی ہڈیاں۔ وغیرہ سب گول ہیں۔ اور جو چیزیں لمبی دکھائی دیتی ہیں۔ وہ اصل میں چند گول اجزاء کو ایک لمبے خط میں رکھا ہوا ہے۔ اور زمین جس پر ہم رہتے ہیں۔ چاروں طرف ہوا سے گھری ہوئی ہے۔ اور اسکے اوپر آسمان معہ چمکتے ہوئے ستاروں کے دکھائی دیتا ہے۔ اور زمین کے مرکز میں کشش ہے۔ جو کہ زمین کے اوپر کی چیزوں کو زمین کے مرکز کی طرف کھینچتی ہے۔ اور چونکہ کشش زمین چاروں سے برابر طور پر کھینچتی ہے۔ اسلئے یہ نظام عالم جسقدر کہ زمین کے گرد ہے۔ کشش زمین کی تابع اور گول ہے

دفعہ ۲ ۔ یہ تمام عالم تین چیزوں سے بنا ہوا ہے۔ اول کثیف جس کو زمین کہتے ہیں۔ اور اس میں زمین اور سمندر کا پانی بھی شامل ہے۔ دوسرا لطیف جس کو کرہ ہوا کہتے ہیں۔ اور تیسرا نہایت لطیف جس کو آسمان کہتے ہیں جو کہ کرہ ہوا سے نہایت لطیف اور اس کے اوپر ہے! ور جس میں ستارے چمکتے ہیں! ور چونکہ ہم آسمان کی ماہیت جاننے سے قاصر ہیں! اس لئے ہم اس کو کرہ ہوا کا جزو یا نہایت لطیف ہوا قرار دیتے ہیں۔

دفعہ ۳ ۔ اور یہ تمام چیزیں جو ہم کو دکھائی دیتی ہیں۔ چار قسموں پر منقسم ہیں۔ (۱) مٹی (۲) پانی (۳) ہوا اور (۴) آگ اور یہ چاروں دراصل ایک ہی ہیں۔ کیونکہ دو قسم کی ہواؤں ہیڈروجن اور آکسیجن کو جس وقت

ملایا جاوے۔ تو پانی بن جاتا ہے۔ جو کہ سیال مادہ ہے۔ اور جس وقت وہ جم جاتا ہے
تو برف یا خاک کی قسم بن جاتا ہے۔ اور دو چیزوں کی رگڑ سے آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور
آگ۔ پانی۔ خاک اور ہوا میں فرق یہ ہے۔ کہ ہوا لطیف ہے۔ اور اس کا رنگ نہیں اور
پانی میں رنگ نہیں کثافت موجود ہے۔ اور خاک میں رنگ اور کثافت دونوں موجود ہیں۔
اور آگ میں رنگ ہے۔ مگر کثافت نہیں۔ اس لئے آگ۔ پانی۔ خاک اور ہوا
چار اجزا ہیں۔ جن کو مادہ کہتے ہیں۔ اور جو دراصل ایک ہی ہیں۔

دفعہ ۴ کشش زمین کثیف چیزوں کو زیادہ طاقت سے اپنی طرف کھینچتی ہے
اور لطیف چیزوں کو کم طاقت سے کھینچتی ہے۔ اس لئے خاک بہ سبب
زیادہ کثیف ہونے کے زمین کے مرکز کے نزدیک ہے۔ اور پانی اس سے اوپر
اور ہوا اس سے اوپر۔ اور آگ چونکہ رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے لطیف ہونے
کے باعث جب تک کہ زمین کے کثیف مادہ سے اوپر کرہ ہوا میں دکھائی نہ دیوے
معلوم نہیں ہو سکتی۔

دفعہ ۵ آگ کی حرارت سے خاک۔ پانی اور ہوا تینوں میں لطافت پیدا ہو جاتی
ہے۔ اور وہ زمین کے اوپر سے دور اوپر کو جانے لگتی ہیں۔ اور جس
وقت حرارت کم ہو۔ تو وہ سردی سے منجمد ہو کر تھوڑی جگہ میں آجاتے ہیں جس سے
ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ تمام عالم دراصل ایک چیز تھی جس کو آگ سے حرارت دے کر پھیلایا ہوا
ہے۔ اور وہ حرارت مختلف مقامات پر مختلف طور سے گرمی پہنچاتی ہے۔ جس لئے
کہ کسی مقام پر مادہ کی زیادہ کثافت موجود ہے۔ اور کسی جگہ کم کثافت ہے۔ اور
اگر وہ حرارت دور کی جاوے تو کرہ ہوا۔ پانی اور خاک تینوں اپنی اصلی حالت
پر آجاوینگے۔ اور چونکہ مادہ کی وہ حالت حرارت کے بغیر ہوگی۔ اس لئے وہ بہت
چھوٹی ہوگی۔ اور وہ زمین کے مرکز کے نزدیک ہوگی۔ اور چونکہ مادہ کی سب سے چھوٹی
حالت ہوا ہے جس کی بہتایت سے پانی اور خاک بنتے ہیں۔ اس لئے وہ مادہ کی حالت
ہوا کی مانند نہایت لطیف ہوگی۔ اور نہایت لطیف ہوا ہوگی۔

دفعہ ۶ :- چونکہ رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے جس میں زنگت ہوتی ہے۔ اس لئے جب کہ حرارت نہ تھی۔ اس وقت مادہ کا ابتدائی جزو اندھیرا تھا۔ اور بعد ازاں اُجالا ہؤا۔

دفعہ ۷ :- چھوٹے چھوٹے اجزا کو جمع کرنے سے بڑا جسم بن جاتا ہے۔ اور بڑے جسم میں سے چھوٹے چھوٹے اجزا نکالنے سے وہ جسم نیست ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مشک میں پانی ڈالتے جاؤ۔ تو وہ بھر جائے گی۔ اور پھول کر بڑی دکھائی دیگی۔ مگر اگر اس مشک میں سے پانی نکالتے جاؤ۔ تو وہ مشک خالی ہو کر سکڑ جائے گی۔

دفعہ ۸ :- مادہ میں مشک کی مانند پھولنے اور کم ہونے کی خاصیت پائی جاتی ہے اور چونکہ مشک میں پھولنے کی حالت میں زیادہ پانی ڈالنا درکار ہوتا ہے۔ اور خالی مشک ہونے کی حالت میں پانی نکالنا ہوتا ہے۔ اس لئے چونکہ یہ تمام مادہ یعنی موجودہ عالم مشک کی مانند پھولا ہؤا ہے۔ اس لئے اس کو کم کرتے کرتے زمین کے مرکز کے نزدیک کی حالت میں لے جانے کے لئے اس میں سے مادہ کو نکالنا ہوگا۔ اور مرکز کے نزدیک کی حالت سے بڑھانے کے لئے اس میں مادہ کی زیادتی درکار ہوگی۔

خالق خداوند

دفعہ ۹ :- اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہم خود مشک کے پانی کو کسی دوسری جگہ سے لاکر مشک میں ڈالتے ہیں۔ اور جب مشک خالی کرنی ہو۔ تو اس کے منہ سے پانی باہر نکال دیتے ہیں۔ مگر اس تمام عالم کے مادہ کو اگر کم کرنا ہو۔ تو وہ کون شخص اس کو کم کرے گا۔ اور جب کم مادہ تھا۔ تو کس نے اس میں زیادتی ڈالی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ہم مشک میں پانی ڈالنے اور نکالنے والے مشک کے علاوہ دوسرے شخص ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح تمام مادہ میں کمی اور بیشی ڈالنے والا اور حرارت اور

سردی کی خاصیتیں پیدا کرنے والا اس مادہ پر حکمران کوئی اور شخص ہے۔ جس کو خالق خداوند کہتے ہیں۔ اور اس خالق خداوند میں یہ طاقت ہے۔ کہ موجودہ مادہ میں سے کچھ نکال کر کسی اور جگہ لے جاوے۔ اور کہیں سے اور مادہ لا کر اس میں اضافہ کر دیوے۔

دفعہ ۱۰:۔ جب ہم مشک میں سے پانی نکالتے ہیں۔ تو وہ کسی اور جگہ لے جاتے ہیں۔ اور کسی اور جگہ سے پانی لا کر مشک میں ڈالتے ہیں۔ اسی طرح خالق خداوند کے پاس کوئی جگہ ہے۔ جہاں سے کہ وہ موجودہ عالم کے تمام مادہ کو لایا تھا۔ اور بعد ازاں اگر وہ چاہے۔ تو اس تمام مادے کو پھر اسی جگہ لے جا سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ وہ جگہ جہاں سے خالق خداوند موجودہ تمام مادہ کو لایا تھا۔ کہاں ہے۔ اور جب وہ موجودہ تمام مادہ کو لے جاویگا۔ تو کہاں لے جائیگا۔

دفعہ ۱۱:۔ جاننا چاہئے۔ کہ ہم اس مادہ کے جزو اور محتاج بالذات ہیں جس وقت مشک سے پانی نکالنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں اپنے ارادہ کو تکمیل دینے کی ذاتی طاقت نہیں ہوتی۔ کہ ہمارے ارادہ کی تکمیل کیلئے میں پانی مشک میں خود بخود ہی آجاوے۔ یا مشک میں سے پانی خود بخود خشک ہو جاوے بلکہ جس وقت مشک میں پانی ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو کسی دوسری جگہ سے پانی تلاش کر کے مشک میں ڈالتے ہیں۔ اور جس وقت مشک سے پانی نکالنا چاہتے ہیں۔ تو پانی ڈالنے کے لئے دوسری جگہ تلاش کرتے ہیں اور ہم موجودہ مادہ کی جگہ تبدیل کر سکتے ہیں مگر مادہ میں کمی اور بیشی نہیں کر سکتے۔ مگر خالق خداوند نہ تو مادہ کا جزو اور نہ ہماری مانند محتاج ہے۔ کہ اپنے ارادے کو تکمیل نہ دے سکے۔ بلکہ وہ جس وقت مادہ کو کم اور بیش کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کے لئے کہتا ہے۔ کہ ہو جا تو مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور جس وقت اس کو حکم دیتا ہے۔ کہ کم ہو جا تو وہ کم ہو جاتا ہے اس لئے وہ مقام جہاں سے کہ خالق خداوند اس موجودہ مادہ کو لایا تھا۔ وہ اس کی ذاتی طاقت ہے اور جہاں وہ اس مادہ کو کم کر کے لے جاوے گا۔ وہ بھی اس کی ذاتی طاقت ہے۔

دفعہ ۱۲ :- اور چونکہ یہ تمام مادہ کم وبیش ہوسکنے والا ہے ۔ اور خالق خداوند اُس مادہ میں کمی اور بیشی پیدا کرنے اور گرمی اور سردی پہنچانے اور اندھیرا اور اجالا دینے پر قادر ہے ۔ جو طاقتیں کہ ہم میں پائی نہیں جاتیں ۔ اس لئے ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیئے ۔ کہ واقعی اس تمام مادہ کو خالق خداوند نے اپنی طاقت سے تھوڑے سے زیادہ کیا ہوا ہے ۔ اور وہ قدرت رکھتا ہے جس طرح اس نے اس تمام مادہ کو تھوڑے سے زیادہ کیا ہوا ہے ۔ اور اس میں طرح طرح کی حکمتیں گرمی ۔ سردی ۔ اندھیرا اور اجالا ڈالا ہوا ہے ۔ وہ سب اُس سے چھین لیوے ۔ اور جہاں سے وہ اس تمام مادہ کو لایا تھا ۔ وہیں اس تمام مادہ کو لے جاوے ۔ اور اس کو ہستی سے نیستی کی حالت میں پہنچا دیوے ۔

اور ہمیں تسلیم کرنا ہوگا ۔ کہ خالق خداوند اس تمام مادہ کو ہستی سے نیست اور نیست سے ہستی پر لانے کی قدرت رکھنے والا ہے ۔ اور چونکہ جس جگہ کوئی کام ہوتا ہے ۔ کام کرنے والا بھی اُسی جگہ موجود ہوتا ہے ۔ اس لئے تمام عالم دنیا کے مادہ میں جو جو تغیر و تبدل واقعہ ہو رہے ہیں ۔ یہ سب خدا تعالےٰ کی قدرت سے ہو رہے ہیں ۔ اور تغیر و تبدل کرنے والا خالق خداوند بھی وہیں موجود ہوتا ہے ۔ اسلئے اِس خالق خداوند ہر جگہ موجود ہے ۔ اور کوئی جگہ اس سے خالی نہیں ۔

روح

دفعہ ۱۳ :- موجودہ عالم دنیا میں مادہ کے بعض ٹکڑے اِدھر اُدھر حرکت کرتے رہتے ہیں ۔ اور کچھ عرصہ کے بعد وہ حرکت ان میں سے جاتی رہتی ہے ۔ اور وہ دوسرے مادہ کی مانند بے حرکت ہو جاتے ہیں ۔ مادہ کے ان ٹکڑوں کو جاندار کہتے ہیں ۔ اور جو چیز کہ مادہ کے ان ٹکڑوں کو حرکت دیتی ہے ۔ اس کو روح کہتے ہیں ۔ اور جس وقت سے روح مادہ کے ٹکڑہ کو حرکت دینے کے قابل ہوتی ہے ۔ اس کو پیدائش کہتے ہیں اور جس وقت تک وہ اس ٹکڑہ کو حرکت دیتی رہتی ہے ۔ اس کو زندگی کہتے ہیں ۔

اور جس وقت وہ اُس مادہ کے ٹکڑہ کو حرکت نہیں دے سکتی۔ اس وقت کا نام موت ہے۔ اور روح مادہ کے جس ٹکڑہ کو حرکت دیتی ہے۔ اس کو اس کا جسم کہا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۴:۔ روح زندگی کی حالت میں بھی مادہ کے بیچ ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کو حرکت دیتی ہے۔ اور موت کی حالت کے بعد بھی وہ مادہ کے اندر ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگرچہ وہ مادہ کے ٹکڑے کو حرکت نہیں دے سکتی۔ مگر وہ تمام دنیا کے مادہ سے جدا نہیں سکتی جس طرح کہ ایک کیڑا زندہ انسان کے وجود میں ہوتا ہے اور انسان کو مچھلی نگل جاتی ہے۔ اور مچھلی کو بڑی مچھلی نگل جاتی ہے۔ اسی طرح یہ تمام عالم ایسی حالت میں ہے۔ کہ اس کے چھوٹے ٹکڑوں کو روح جداگانہ حرکت دیتی ہے اور ان ٹکڑوں کے اوپر بڑے ٹکڑوں کو جداگانہ روح حرکت دیتی ہے۔ اسی طرح یہ تمام عالم روحوں سے بھرا ہوا ہے۔ خواہ وہ روحیں مادہ کو حرکت دیتی ہیں یا نہیں۔ اور اس لئے تمام جانداروں کے علاوہ درختوں۔ پہاڑوں۔ زمین۔ کرہ ہوا اور آسمان میں روحیں ہیں۔ جو کہ اس مادہ میں شامل ہیں۔ مگر ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔

دفعہ ۱۵:۔ چھوٹے جاندار تھوڑے عرصہ تک مادہ پر حکومت جتاتے ہیں۔ مثلاً کیڑے مکوڑے جلدی مر جاتے ہیں۔ اور جو اُن سے بڑے ہوتے ہیں۔ وہ اُن سے زیادہ عرصہ تک۔ جیسے انسان کیڑوں وغیرہ سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہتا ہے۔ اور بڑی بڑی مچھلیاں اور ہاتھی وغیرہ انسان سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہتے ہیں۔ اس لئے ثابت ہے۔ کہ اس تمام عالم دنیا میں جو بڑے سے بڑا اونچی روح ہے وہ بہت عرصہ کے بعد فنا ہوگا۔ اور چونکہ ہم چھوٹے وجود اور جلدی مر جانیوالے ہیں۔ اس لئے ہم اُس بڑے وجود کے فنا ہونے کے زمانہ کو جان نہیں سکتے۔ مگر ہمیں تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ ہماری مانند وہ بھی فناہ ضرور ہو جائیگا۔

دفعہ ۱۶:۔ اور خالق خداوند مادہ کے ساتھ جو سلوک اسکی کمی یا بیشی کے متعلق کرتا ہے۔ تو وہی سلوک روحوں کے ساتھ بھی ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ مادہ کے ہر ایک جزو میں روح موجود ہے۔ اور جس وقت خدا تعالےٰ نے ارادہ کرے۔ کہ مادہ کو کم کرتے

کرتے نیستی کی حالت میں لے جائے۔ تو وہ مادہ کے ساتھ روحوں کو بھی نیستی کی حالت میں لے جائیگا۔ اور چونکہ یہ عالم وینا بڑا مادہ ہے۔ اور روحیں اس سے چھوٹی ہیں۔ اسلئے جس وقت خالق خداوند نے ابتداء میں مادہ کو پیدا کیا تھا۔ تو بعد ازاں روحوں کو اس میں ڈالا تھا۔ تاکہ مادہ کو حرکت دے سکیں۔ اور اس لئے خداتعالےٰ نے مادہ کو پہلے پیدا کیا تھا۔ اور روحوں کو بعد ازاں۔

دفعہ ۱۷:- چونکہ مادہ کی لطیف ترین حالت کا نام ہوا ہے جس میں بھی کیڑے پائے جاتے ہیں۔ جن کو روحیں حرکت دیتی ہیں۔ اس لئے ثابت ہو گیا۔ کہ روحیں ہوا سے بھی نہایت لطیف ہیں۔ اور جس طرح ہوا پھونک کے ذریعہ سے دی جاتی ہے۔ اسی طرح خداتعالیٰ نے روحوں کو مادہ کے اندر پھونک دیا ہوا ہے۔

دفعہ ۱۸:- روح ہر وقت چاہتی ہے۔ کہ جسم اس کا فرمانبردار ہے۔ مگر رکھ نہیں سکتی کیونکہ جس وقت بیماری وغیرہ ہوتی ہے۔ تو روح کہتی ہے۔ کہ میری ٹانگ درد کرتی ہے۔ یا میرا سر درد کرتا ہے! اور اس وقت وہ اس کو اچھا نہیں کر سکتی۔ اور محتاج ہوتی ہے۔ کہ اس کو کوئی اور شخص اچھا کرے! اور اس کا نام خالق خداوند کہتی ہے۔ جو اس کے جسم کو اچھا کرنے اور اس کا تابعدار رکھنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اور موت کے وقت وہ اختیار بالکل روح سے لے لیتا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ روح کو جو جسم پر اختیار دیا گیا ہے۔ یہ خالق خداوند نے اپنی مرضی سے دیا ہوا ہے۔ اور جس وقت وہ چاہے گا روح سے وہ اختیار لے کر موت دے دیگا جس سے ثابت ہے کہ مادہ اور روح پر غلبہ رکھنے اور ان کی حالتوں کو بدلنے والا خالق خداوند ہے۔

انسان

دفعہ ۱۹:- تمام ذی روح اپنے آپ کو ایک دوسرے سے جدا جانتے ہیں۔ اور ان میں خوشی اور غم کا مادہ موجود ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو بڑا خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے سے چھوٹوں پر بزرگی جتانے سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اپنے سے بڑوں سے ڈر

بھاگتے ہیں۔ اور جب بھاگ نہیں سکتے۔ تو اپنی بزرگی اور تکبر کے خیالات کو ترک کر کے اُس زبردست ذی روح سے خوف کھا کر اس کے روبرو گر پڑتے ہیں۔ اور اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ تاکہ شاید وہ زبردست ذی روح اس چھوٹے ذی روح سے خوش ہو کر اس کو تکلیف نہ دیوے۔ اور یہ سب خاصیتیں تمام ذی روحوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس لئے خالق خداوند جس نے اس تمام مادہ اور روح کو پیدا کیا ہوا ہے۔ خود بھی یہ صفتیں رکھتا ہے۔ اور چونکہ کوئی اس سے بڑا نہیں اس لئے اس کو خوف نہیں اور چونکہ یہ تمام مخلوق اس سے کمزور ہے۔ اس لئے وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ تمام ذی روح اس کے حضور عاجزی کریں جس سے وہ خوش ہو اور اس لئے اُس نے تمام عالم دنیا کو اس لئے پیدا کیا ہوا ہے۔ تاکہ اُس کے حضور عاجزی کریں۔

دفعہ ۲۰:- انسان بھی دوسرے ذی روحوں کی مانند ایک ذی روح ہے۔ اور اس میں بھی خوشی اور غم کا مادہ موجود ہے۔ اور اپنے سے چھوٹوں پر بزرگی جتانے اور بزرگوں سے ڈرتے رہنا چاہتا ہے۔ اور جس وقت وہ خیال کرتا ہے۔ کہ خالق خداوند جس نے اس کو پیدا کیا ہوا ہے۔ اور جو اس کے جسم پر اختیار کلی رکھتا ہے۔ وہ اس سے بزرگ ہے۔ تو چاہتا ہے۔ کہ اس کی رضامندی حاصل کرے۔ تاکہ وہ اس کو تکلیف نہ دیوے۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ کو بزرگ اور اپنے آپ کو عاجز جان کر خدا تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرنے کا نام مذہب ہے۔ اور تمام مذاہب عالم کا یہ متفقہ مسئلہ ہے۔ کہ ان کو کسی نے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور وہ اُن پر ہر طرح سے قدرت اور اختیار رکھنے والا خالق خداوند ہے۔

دفعہ ۲۱:- دوسرے ذی روحوں کا علم ہمیشہ یکساں رہتا ہے یعنی جو ایک کام کرتا ہے۔ وہی دوسرا کرتا ہے۔ مگر انسان میں یہ صفت پائی نہیں جاتی۔ کیونکہ انسان ایک وقت تو سب سے اعلیٰ کام کرتا ہے۔ اور دوسرے وقت سب سے خراب کام کرتا ہے جس کے متعلق مذاہب کی کتابوں میں درج ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش کے وقت خدا تعالےٰ نے انسان کو دوسرے ذی روحوں کی مانند ایک جیسی سمجھ والا

پیدا کر کے انسان کو دوسرے جانداروں پر حکومت بخشی تھی۔ اور اس کو کہا تھا۔ کہ تمام درختوں کے پھلوں کو کھاوے۔ اور ایک خاص درخت کے پھل کو نہ کھاوے جس میں کہ خالق خداوند نے ایک خاص خاصیت رکھی ہوئی تھی۔ انسان نے اپنی بیوقوفی سے اس درخت کے پھل کو بھی کھا لیا تھا جس سے انسان کے علم میں کمی و بیشی پیدا ہو گئی۔ اور وہ اپنے خالق خداوند پر اعتراض کرنے لگا۔ کہ اس نے انسان کے ستر عورت کو نہیں ڈھانکا۔ اور انسان اپنے ستر عورت کو درختوں کے پتوں سے خود ڈھانکنے لگا۔ اور چونکہ انسان کے علم میں کمی بیشی کا مادہ انسان کی اپنی بیوقوفی سے ہوا تھا اس لئے انسان اپنے کاموں کے نیک اور بد کا خود ذمہ وار بن گیا تھا۔

دفعہ ۲۲:۔ چونکہ تمام ذی روح ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ اور انسان کی اولاد کے علم میں کمی و بیشی ہونے کا مادہ وراثتاً آتا تھا۔ اس لئے خدا تعالٰے نے یہ حکمت کی۔ کہ ہر ایک کام کرنے کے وقت انسان کی اولاد کے دل میں دو قسم کی مشورتیں آیا کرتی ہیں۔ ایک اچھی جو کہ اس کو خالق خداوند کی تابعداری کی طرف راغب کرنا چاہتی ہے۔ اور دوسری بری جو کہ اس کو خالق خداوند کی تابعداری سے باز رکھنا چاہتی ہے۔ اور انسان کی اولاد ہر ایک کام کرنے کے وقت بااختیار ہوتی ہے۔ کہ چاہے نیک مشورت کو قبول کرے۔ اور چاہے بد مشورت کو۔ اور اس طرح انسان کی اولاد بھی اپنے نیک اور بد عملوں کی ذمہ وار ہے۔ اور چونکہ ایسے خیالات ہر ایک انسان کے دل میں آیا کرتے ہیں۔ اس لئے خدائے تعالٰی کی ہستی کا اقرار کرنے کے بعد مذاہب عالم کی دوسری تعلیم یہ ہے۔ کہ جو کام ہم کرتے ہیں۔ اُن کے عوض میں ہمارے ساتھ نیک اور بد سلوک ضرور ہو گا۔ اور چونکہ یہ خیالات خدائے تعالٰے نے ہمارے دل میں ڈالے ہوئے ہیں اس لئے وہ ہمارے عملوں کی جزا یا سزا ہم کو ضرور دیگا۔

دفعہ ۲۳:۔ اور اس امر کی تصدیق کے لئے کہ واقعی خدا ہے۔ اور وہ ہماری عجز و انکساری سے خوش ہوتا ہے۔ بعض اوقات خدائے تعالٰے عجز و انکساری کرنے والے آدمیوں پر اپنی خاص مہربانیاں نازل کیا کرتا ہے۔ دیکھو کتاب مہمانِ وطن

شنگ تانگ کی تخت نشینی کے پہلے سال جو حضرت مسیح سے کوئی دو ہزار برس پہلے گذرا، تمام چین میں سخت قحط پڑ گیا۔ ۷ سال تک بارش کا قطرہ نہ گرا۔ شاہ نے اپنے ملک کی مصیبتوں سے نہایت متاثر ہو کر جوتشیوں سے دریافت کیا۔ جنہوں نے جواب میں کہا۔ کہ اگر بادشاہ انسانی قربانی دے۔ تو قحط رک سکتا ہے۔ پاک دل بادشاہ نے یہ سنکر مصمم ارادہ کیا۔ کہ اس مصیبت کو دور کرے۔ اور اپنے آدمیوں کی جان بچانے کے لئے خود اپنی جان قربان کرے۔ اس ارادے سے وہ محل میں چلا گیا۔ اور تین روز تک کچھ نہ کھایا اور بعد اس کے سب شاہی لباس اتار دیا۔ اور اپنے آدمیوں کی خاطر اپنی داڑھی۔ چوٹی اور ناخن جو چین میں بڑی عزت کا نشان سمجھے جاتے ہیں۔ اترواڈالے۔ اس طرح سب عزت کے نشانوں کا خاتمہ کر کے ننگے پاؤں بدن پر راکھ ملے ہوئے ایک مجرم کی طرح محل سے دربار میں آیا۔ اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اس طرح گویا ہوا۔ کہ اے شاہوں کے شاہ میری رعیت کو بچا لے اور اپنے قہر کے تمام بوجھ کو میرے سر پر ڈالدے۔ وہ اپنی دعا ختم بھی نہیں کر چکا تھا۔ کہ آسمان پر بادل چھا گئے۔ اور تمام سلطنت میں مینہ برس گیا۔ جس سے نہایت عمدہ فصل پیدا ہوئی۔

روز قیامت

دفعہ ۴۲:۔ ہمارے نیک عملوں کے عوض جو نیک سلوک ہمارے ساتھ ہو اسکو جزا کہتے ہیں۔ اور بد عملوں کے عوض جو برا سلوک ہو۔ اس کو سزا کہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہمارے عملوں کے عوض جو جزا یا سزا ہم کو دے گا۔ وہ کب دیگا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگرچہ بعض اوقات ہمارے عملوں کے عوض کوئی جزا یا سزا ہم کو اس زندگی میں فوراً ہی مل جاتی ہے۔ مگر ہمارے تمام عملوں کی جزا یا سزا اس دنیا میں مل نہیں سکتی۔ کیونکہ بادشاہوں یا حاکموں کو ان کے عملوں کی جزا یا سزا اس حیاتی میں نہیں ملتی۔ اس لئے ہمارے تمام عملوں کی جزا یا سزا ہم کو

ہمارے مرجانے کے بعد ملے گی۔ اور جس روز ہم کو وہ جزا یا سزا ملے گی۔ اس کو روز قیامت یا روز جزا یا سزا کہتے ہیں۔

دفعہ ۲۵:- بعض لوگوں کا اعتقاد ہے۔ کہ مرجانیکے بعد انسان اپنے عملوں کی جزا یا سزا بھگتنے کے لئے دوبارہ اسی دنیا میں آیا کرتا ہے۔ اور مختلف جانداروں یا انسانوں کے قالب میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ اصول غلط ہے۔ کیونکہ جس وقت انسان کو اس کے کسی عمل کی پاداش میں جزا یا سزا ملے۔ تو اس کو معلوم ہو جانا چاہئے۔ کہ اس نے فلاں کام کیا تھا۔ جس کے صلہ میں اس کے ساتھ یہ عمدہ سلوک ہوتا ہے۔ یا جس کی پاداش میں اسکو یہ سزا دیجاتی ہے۔ مگر چونکہ کسی آدمی کو یہ معلوم نہیں۔ کہ اسکے ساتھ جو سلوک اس دنیا میں ہو رہا ہے۔ یہ اسکے فلاں فلاں پہلے کاموں کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اس حیاتی کے عملوں کے بدلہ میں جو سلوک کہ انسان کے ساتھ ہوگا۔ وہ اس دنیا ہی میں دوبارہ آنے سے نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ سلوک اس دنیا کے علاوہ دوسری حیاتی میں ہوگا۔

دفعہ ۲۶:- ایسے خیالات کی ابتدا کہ مرجانے کے بعد انسان دوبارہ اس دنیا میں مختلف جانداروں کے جسم میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ اسطرح سے ہوئی تھی۔ کہ قدیم زمانہ کے لوگ یہ تسلیم کرتے تھے۔ کہ انکے مرجانیکے بعد انکے عملوں کی جزا یا سزا ان کو ملیگی۔ اور چونکہ تمام زندہ جانداروں کو زندگی میں تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اور انسان گمان کرتا ہے۔ کہ موت سے موجودہ زندگی کی تکلیفوں کا خاتمہ ہو جاویگا۔ اور وہ دیکھتے تھے۔ کہ ہر روز نئے جاندار پیدا ہوتے جاتے ہیں جنکو تکلیفیں پہنچتی ہیں اس لئے لوگوں نے خیال کیا تھا۔ کہ جو لوگ مرتے جاتے ہیں۔ وہ ہی دوبارہ اپنے عملوں کی پاداش میں جزا یا سزا بھگتنے کے لئے دنیا میں دوبارہ آتے ہیں۔ جو بات کہ درست نہیں۔ کیونکہ تمام ذی روح ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ اور فرداً فرداً دنیا میں آرہے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے تمام ذی روحوں کو ایک ہی دفعہ مادہ میں ڈالدیا ہوا ہے۔ اور وہاں سے فرداً فرداً دنیا میں آرہے ہیں۔ اور قیامت کے دن سب ذی روحوں کو اکٹھا کرکے ان کا حساب و کتاب ہوگا۔

دفعہ ۲۷:- جس وقت کوئی انسان نوکری پر جاتا ہے۔ اور اپنے عیال سے دور جن

سال جدا رہتا ہے۔ تو وہ اس جدائیگی کا نام اتفاق رکھتا ہے۔ یا کہتا ہے۔ کہ میری تقدیر
میں خداتعالیٰ نے پہلے سے یہ جدائیگی لکھی ہوئی تھی۔ مگر وہ ہی انسان اگر کوئی خراب
کام کرے۔ اور اسکی پاداش میں حاکم اسکو دو تین سال کی سزا دیکر اس کے عیال
سے جدا کر دیوے۔ تو وہ اس جدائیگی کا نام اتفاق نہیں رکھیگا۔ بلکہ کہیگا۔ کہ یہ سزا
مجھ کو فلاں کام کے بدلہ میں ملی ہے۔ اسی طرح جب تک کہ ہماری موجودہ تکلیفوں اور
راحتوں کی بابت یہ معلوم نہ ہو۔ کہ فلاں خراب کام کرنے کی پاداش میں یا فلاں
نیک کام کرنے کے صلہ میں ہمارے ساتھ یہ یہ سلوک ہو رہا ہے پر اس وقت
تک موجودہ زندگی کی تکلیفوں کی بابت یہ کہا جاوے گا۔ کہ یہ تکلیفیں یا راحتیں
کسی عمل کی پاداش یا صلہ میں ہم کو نہیں ملتیں۔ بلکہ خداتعالیٰ نے یہ ہماری قسمت
میں پہلے سے لکھی ہوئی ہیں۔

دفعہ ۲۸:۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ جب کہ خالق خداوند کو تمام انسان برابر ہیں۔ تو پھر
انسان کو جو خوشی اور رنج اس جہان میں ہوتا ہے۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟ ان کو جاننا
چاہئے۔ کہ ایک بادشاہ ایک ملازم کو نوکر رکھتا ہے۔ اور اس کو کہتا ہے۔ کہ ایک ہزار روپیہ
ماہوار تنخواہ ملیگی۔ اور اس کو ایک ہزار ہی میں گذارہ کرنا چاہئے۔ اور دوسرے نوکر کو
پانچسو روپیہ ماہوار پر نوکر رکھتا ہے۔ اور اس کو کہتا ہے۔ کہ پانچسو روپیہ ماہوار پر گزارہ کرنا
اور تیسرے کو ایک سو روپیہ ماہوار پر اور چوتھے کو دس روپیہ ماہوار پر اور کسی کو چھ یا سات
روپیہ ماہوار پر۔ اور وہ بادشاہ بااختیار ہوتا ہے جسطرح چاہتا ہے اپنے نوکروں سے سلوک
کرتا ہے۔ نوکروں کو یہ اختیار نہیں ہوتا۔ کہ بادشاہ کو کہیں کہ کیوں انکو کم اور زیادہ تنخواہ
دیتا ہے۔ اسی طرح خداتعالےٰ نے تمام انسانوں کے ساتھ حسب مرضی خود سلوک کیا
ہے۔ انسانوں کو یہ اختیار نہیں۔ کہ خداتعالیٰ پر اعتراض کریں۔ کہ اس نے ایک
دوسرے کو کیوں کم و بیش دیا ہے۔ بلکہ انکو راضی برضا الٰہی ہو کر یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ
سب کچھ خداتعالیٰ کی مرضی سے ہے۔ اور اس نے کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دینے میں اپنی قدرت
کا اظہار کیا ہوا ہے۔ کیونکہ کسی کو کوئی چیز زیادہ دی ہے۔ اور کسی کو کم۔ اور خداتعالےٰ پر

اس وقت اعتراض آسکتا ہے۔ جبکہ وہ انسانوں سے ایسی بات طلب کرے۔ جو کہ انسان کی طاقت سے باہر ہو جسطرح کہ اُس نے کسی کو ایک ٹانگ دی ہو اور اُس سے مطالبہ کرے کہ اُس نے وہ کام کیوں نہیں کیا۔ جو دو ٹانگ والا شخص کرتا ہے! ور چونکہ خدا تعالیٰ نے جس قدر کسی کو دیا ہے۔ اسی قدر کا اُس سے حساب لیویگا اِس لئے خدا تعالیٰ کا تمام کام انصاف پر مبنی ہے۔ کہ تھوڑے والے سے تھوڑے کا حساب لیویگا اور بہت والے سے بہت کا حساب لیویگا۔

دفعہ ۲۹:۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ دوسری حیاتی یا روز قیامت کب اور کیونکر ہوگی۔ سو جاننا چاہئے۔ کہ اس دنیا کے تمام مادہ کو خدا تعالیٰ نیست و نابود کردیگا۔ اور جسطرح اس نے پہلی دفعہ بنایا تھا۔ پھر دوبارہ اسی طرح اُس کو پھیلادیگا۔ صرف فرق یہ ہے۔ کہ پہلی دفعہ اس نے تمام مادہ میں روحوں کو اکھٹی صورت میں ڈالا تھا۔ اور وہ یکے بعد دیگرے دنیا میں ظاہر ہوتی تھیں۔ مگر دوسری مرتبہ جب وہ دنیا کو پھیلادیگا۔ تو تمام روحوں کو اکٹھے جداگانہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑا کریگا! ور ابتدائے آفرنیش سے لیکر آخر دنیا تک جتنے ذی روح ہوچکے ہونگے وہ سب جی اُٹھیں گے۔

محکمہ عدالت

دفعہ ۳۰:۔ خدا تعالیٰ نئی دنیا پیدا کرنے کے بعد جس وقت انسانوں کو انکے عملوں کی جزا یا سزا دیویگا۔ تو اسوقت انسانوں کے تمام نیک عملوں کو یکجا جمع کریگا۔ اور جنکے نیک عمل زیادہ ہونگے اُنکے ساتھ اچھا سلوک کریگا! ور جنکے بد عمل زیادہ ہونگے۔ اُسکو سزا دیویگا! ور اسطرح نیک اور بد عملوں کی کثرت پر فیصلہ دینے کے لئے خدا تعالیٰ کے پاس ایک میزان ہے جس کا روز جزا یا سزا کے لئے ہونا ضروری ہے۔

دفعہ ۳۱:۔ انسان جو عمل کرتا ہے۔ وہ ایک دوسرے انسان کے ساتھ اور ایک دوسرے انسان کے سامنے کرتا ہے! ور کوئی شخص پہلے مرجاتا ہے۔ اور کوئی پیچھے اور عملوں کی جزا یا سزا کیلئے لازمی ہے۔ کہ تمام انسان ایک جگہ موجود ہوں تاکہ ایکدوسرے پر گواہی دیکر قائل کرسکیں کہ جو

عمل کسی کے عملنامہ میں درج ہیں۔ وہ سب سچ ہیں! اور اس لئے موجودہ عالم دنیا کے بعد خدا تعالیٰ دوسری حیاتی میں تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کے تمام عملوں کی جزا یا سزا کو اظہار کرنے کے بعد دیویگا! اور اسلئے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ زندہ موجود ہوگی۔ جبکہ انکا حساب و کتاب ہوگا۔

بہشت اور دوزخ

دفعہ ۳۲:۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ جن لوگوں سے خوش ہوگا! ان کو جسجگہ رکھیگا اسکو بہشت کہتے ہیں! اور جن لوگوں سے ناراض ہوگا۔ انکو جسجگہ رکھیگا۔ اسکو دوزخ کہتے ہیں۔ اور بہشت میں وہ چیزیں ہونگی۔ جن سے انسان خوش ہوگا! اور دوزخ میں وہ چیزیں ہونگی۔ جن سے انسان ناراض ہوگا! اور انسان اس بات سے خوش ہوتا ہے۔ کہ اسکی خواہشات نفسانی عمدہ پوشاک زیور۔ عورتیں وغیرہ اسکو میسر ہوں! اسلئے بہشت میں یہ سب چیزیں انسان کیلئے مہیا کیجاوینگی! اور انسان اس بات سے ناراض ہوتا ہے کہ اسکو مار پڑے یا آگ میں جلایا جاوے۔ یا کسی اور قسم سے اسکو تکلیف پہنچے سو دوزخ میں انسانوں کو طرح طرح کی مار پڑنے کے علاوہ آگ سے جلایا جاویگا۔ اور ان کو تکلیفیں پہنچیں گی۔

دفعہ ۳۳:۔ موجودہ زندگی کی تکلیفیں اور راحتیں معمولی ہیں! اور چونکہ دوسری زندگی کی تکلیفیں اور راحتیں ہمارے موجودہ عملوں کی پاداش ہیں۔ خدا تعالیٰ کے خاص غضب اور مہربانی کا نتیجہ ہونگی اسلئے وہ موجودہ زندگی کی تکلیفوں اور راحتوں سے بہت زیادہ اور دیرپا ہونگی۔

عذاب قبر

دفعہ ۳۴:۔ اب دیکھنا ہے۔ کہ انسان کے مرجانیکے بعد قیامت کے دن تک جبکہ انسان کا حساب و کتاب ہوگا! انسان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جو عمل ہم کرتے ہیں ہر لحظہ انکی تصویر عالم دنیا میں کھینچی جا رہی ہے جو کہ ہمارا عملنامہ ہے! اور ہمارے مرنے کے وقت وہ عملنامہ ہمارے ہاتھوں میں دیا جائیگا۔ اور چونکہ اس عملنامہ میں ہمارے تمام نیک اور بد عمل درج ہونگے اسلئے جس شخص کے نیک عمل زیادہ ہونگے وہ اس عملنامہ کو دیکھکر خوش ہوگا! اور جس شخص کے بد عمل زیادہ

ہونگے وہ اپنے عملنامہ کو دیکھکر ناراض ہوگا۔ اور چونکہ دونوںکو معلوم ہوگا کہ عنقریب انکے عملوں کیلئے
عدالت خداوندی میں مقدمہ پیش ہوکر حکم صادر ہوگا۔ اسلئے وہ قیامت کیدن تک اسیطرح خوش
اور غمگین رہینگے جسطرح کہ کسی عدالت میں مقدمہ دائر ہوتا ہے۔ اور ملزموں میں سے جس شخص نے
کوئی قصور نہ کیا ہو۔ اور وہ جانتا بھی ہو کہ جج انصاف کرنیوالا ہے اور کسی طرح سے اسکو ناحق
تکلیف نہیں دیویگا۔ تو وہ شخص اپنے دل میں خوش رہتا ہے۔ اور جس شخص نے قصور کیا ہو
اور جانتا بھی ہو۔ کہ جج انصاف کرنیوالا ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرکے چھوڑیگا۔
اور اسکو سزا دینے کے بغیر نہیں چھوڑیگا۔ تو وہ شخص اپنے دل میں ناراض رہتا ہے۔ اسی طرح
مرجانیکے بعد قیامت کیدن تک تمام شخصوںکو خوشی اور غم رہتا ہے۔ اور اس خوشی اور غم کا
نام جو قیامت کے آنے سے پہلے تمام شخصوں کو حاصل ہوگا عذاب قبر ہے۔ اور یہ عذاب قبر
ہر ایک شخص کو ہوتا ہے۔ خواہ وہ آگ میں جل جائے۔ یا اسکو کوئی جانور کھا جاوے یا پانی
میں ڈوب جاوے۔ مگر اسکے عملوں کی جزا یا سزا میں جو خوشی اور غم اسکو قیامت کیدن ملتا ہے
اس کا پیش خیمہ اسکی نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔

دفعہ ۳۵:۔ اس امر کو جاننا چاہئے۔ کہ روح ہماری زندگی میں مادہ کے اندر ہوتی ہے۔ اور جو
خوشی اور غم اس کو پہنچے۔ وہ معلوم کرسکتی ہے۔ اور ہماری موت کے بعد اگرچہ روح کو موجودہ مادہ کے
ٹکڑہ یعنے جسم کو حرکت دینے کا اختیار نہیں رہتا۔ مگر روح مادہ کے اندر ہی ہوتی ہے۔ اسلئے
بھی اسکو خوشی اور رنج محسوس ہوسکتا ہے۔ اور یہی باعث ہے۔ کہ بعض نیک لوگوں نے
کشف قبور کے ذریعہ سے اہل قبور کو خوشی اور رنج کی حالت میں دیکھا ہے۔ اور یہ خوشی اور
رنج اس سلوک کا پیش خیمہ ہے۔ جو کہ انکے ساتھ قیامت کے دن ہوگا۔

دفعہ ۳۶:۔ چونکہ یہ بات ثابت ہے۔ کہ ہم مرجانیوالے ہیں۔ اور ہمکو خالق خداوند نے اسلئے
پیدا کیا ہوا ہے۔ تاکہ اسکی رضامندی کیلئے نیک کام کرکے اسکی خوشنودی حاصل کریں۔ ورنہ وہ
ہمارے بد اعمال کے صلہ میں بروز قیامت ہم کو تکلیف دیگا۔ اسلئے ہمیں چاہئے۔ کہ برے کاموں سے
بچکر نیک عمل کیا کریں۔ تاکہ خدا تعالی ہم سے خوش ہو۔ وما علینا الا البلاغ۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پتہ عبدالواحد حاجی کوچہ پیر شیرازی چوک متی لاہور